اس پہلو سے بالکل تعرّض نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ایک اضافی بحث ہے، لیکن موضوع سے متعلق بعض دیگر اہم پہلو بھی اس کتاب میں شامل نہیں ہو سکے ہیں۔ مثلاً لفظ 'جہاد' کی لغوی تشریح کر کے یہ واضح کرنے کی ضرورت تھی کہ قرآن میں اس کا استعمال قتال کے علاوہ دیگر معانی میں بھی ہوا ہے۔ اسلامی حکومت کے زیرسایہ رہنے والے غیر مسلم (ذمی) کن حقوق سے بہرہ ور رہے ہیں؟ اس کا تذکرہ کتاب میں کہیں کہیں سرسری طور پر آیا ہے۔ اس پر مستقل ذیلی عنوان کے تحت لکھنے کی ضرورت تھی۔ سورۂ توبہ کی آیت ۲۹ **قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ...... حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ** ۔ اسلام کے تصورِ جہاد کے متعلق ایک اہم آیت ہے۔ اس کے تحت 'جزیہ' کے بارے میں کیے جانے والے اعتراضات کو رفع کرنے کی ضرورت تھی۔ کتاب میں نہ صرف یہ کہ 'جزیہ' کے بارے میں کوئی بحث نہیں کی گئی ہے، بلکہ اس آیت کا بھی کہیں حوالہ نہیں آسکا ہے۔ مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کے ساتھ ۸ھ میں صلح فرمائی تھی'' (ص ۵۸) یہ سہو معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ دوسری جگہ انھوں نے خود لکھا ہے: ''مکہ آپ نے جنگ کر کے فتح کیا'' (ص ۱۰۶)۔

زیرِ نظر کتاب موجودہ زمانہ کی ایک اہم ضرورت پوری کرتی ہے۔ فاضل مصنف ماہ نامہ الفرقان میں عرصہ سے لکھتے رہے ہیں۔ غالباً یہ ان کی اولین تصنیفی کاوش ہے۔ اس پر وہ تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔ (م-ر)

مجدّدِ دینِ امّت اور تصوف — پروفیسر محمد عبدالحق انصاری

ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷، قیمت -/۳۵ روپے

امتِ مسلمہ کی تاریخ میں امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ) اور حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) کو مجدّدِ دین کی حیثیت سے شہرت حاصل ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۹ء) نے اپنی مشہور تصنیف 'تجدید و احیائے دین' میں مختصراً اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م ۱۹۹۹ء) نے اپنی شاہ کار 'تاریخ دعوت و عزیمت' میں بالتفصیل ان کا تذکرہ کیا ہے اور

ان کی تجدیدی واصلاحی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ زیر نظر کتاب میں تصوف کے مختلف پہلوؤں پر ان مجدّ دین کے افکار وخیالات پیش کیے گئے ہیں۔

مصنف کتاب پروفیسر محمد عبدالحق انصاری سابق امیر جماعت اسلامی ہند کی تصوف پر گہری نظر ہے۔ ان کی انگریزی تصنیف SUFISM AND SHARIAH اوراس کے اردو اور ترکی تراجم کو غیر معمولی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ تصوف کے مختلف پہلوؤں پر ان کے تحقیقی مقالات ملک و بیرون ملک کے علمی مجلّات کی زینت بنتے رہے ہیں۔

مذکورہ مجدّ دین نے تصوف کے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً تصوف کی حقیقت، امتیازی خصوصیات، ابتداء وارتقاء، اصطلاحات مثلاً فنا و بقا، جمع وفرق، صحو وسکر، کشف وشہود، طریقۂ ولایت وطریقۂ نبوت، شطحات، مکاشفات، احوال ومقامات، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، توحید فعلی، توحید صفاتی، توحید وجودی وغیرہ۔ ان تمام امور ومسائل پر ان مجدّ دین نے جو کچھ لکھا ہے اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ان میں ابن تیمیہؒ کے علاوہ بقیہ تینوں حضرات خود صوفی تھے۔ ابن تیمیہ کو بعض حلقوں میں تصوف کا شدید مخالف اور ناقد سمجھا جاتا ہے۔ فاضل مصنف کا کہنا ہے کہ ’’یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ابن تیمیہؒ نفسِ تصوف کے مخالف ہیں اور نہ بغیر تخصیص صوفیہ کے اعمال واشغال، آراء وافکار کے ناقد ہیں۔ وہ صرف انہی اوراد و وظائف، افکار ونظریات پر تنقید کرتے ہیں جنھیں وہ قرآن وسنت کے مطابق نہیں پاتے (ص ۵) شاید اس کتاب میں مصنف کے پیش نظر اختصار رہا ہے۔ اسی وجہ سے انھوں نے افکارِ مجدّ دین کا محض تعارف کرانے پر اکتفا کیا ہے، ان کا تنقیدی جائزہ نہیں لیا ہے۔

کتاب میں پروف ریڈنگ کے اہتمام کے باوجود خاصی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ امام غزالیؒ کی کتاب تھافت الفلاسفۃ کو ایک سے زائد مقامات پر تھافۃ (ۃ سے) لکھا گیا ہے۔ سنین کا اندراج بعض مقامات پر غلط ہے اور بعض مقامات پر ان کی کمپوزنگ الٹی ہوگئی ہے۔

امید ہے اس کتاب کے ذریعے تصوف کے بارے میں مذکورہ مجدّ دین کے صحیح نقطۂ نظر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ (م۔ر)